Vol.1 No.1 2018

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

حجاز مقدس میں شرف باریابی

(بشریٰ رحمن اور نعیمہ راؤ کا مشاہداتی اسلوب)

HONOR IN THE HOLY HIJAZ
BUSHRA REHMAN AND NAEEMA RAO'S OBSERVATIONAL STYLE

ڈاکٹر سائرہ ارشاد[1]

ڈاکٹر اُم لیلیٰ[2]

Abstract:
Travelogue is a genre of literature through which one gets acquainted with the culture, history, geography and religion of any region. This series of journeys according to Islam began with the birth of Adam and Hawe, while the children of Adam set out on a journey to fulfill the necessities of life. The involvement of religion in human life is very important, which is why religious travelogues can be considered as the third major category. From the Islamic point of view, Hajj and Umrah travelogues can be considered as a new extension of this tradition. Bushra Rehman and Naeema Rao are counted among the eminent women writers of Urdu literature. They recorded the journey of visiting the holy places in book form. The style of writing of these two women not only captivates the reader, but they also find themselves there through the eye of imagination. It seems that.

Keywords: Religious trips, holy places, creative experience, adventure, passion, spiritual solace, troubled heart.

تلخیص:

سفر نامہ ایسی صنفِ ادب ہے جس کی بدولت کسی بھی خطے کی بنا دیکھے تہذیب و ثقافت، تاریخ، جغرافیہ اور مذہب سے شناسائی حاصل ہوتی ہے۔ سفر کا یہ سلسلہ اسلام کی رو سے حضرت آدمؑ و حواؑ کے دنیا میں آنے سے ہی شروع ہو گیا تھا جب کہ اولادِ آدم نے ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے سفر اختیار کیا۔ انسانی زندگی میں مذہب کا عمل دخل انتہائی اہم ہے، اسی وجہ سے مذہبی سفر ناموں کو تیسری بڑی قسم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے مذہبی سفر ناموں میں حج و عمرہ کے سفر نامے اس روایت میں ایک نئی توسیع قرار دیئے جا سکتے ہیں۔۔ بشریٰ رحمن اور نعیمہ راؤ کا شمار اردو ادب کی نامور ادیب خواتین میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے مقامات مقدسہ کی زیارت کا سفری احوال کتابی صورت مین قلمبند کیا۔ ان دونوں خواتین کا اندازِ تحریر پڑھنے والے کو نہ صرف اپنی گرفت میں لے لیتا ہے بلکہ وہ تصور کی آنکھ سے خود کو وہاں موجود پاتا ہے۔ اسلوب کی چاشنی اور رقت آمیز مناظر کی عکاسی سے سفر نامہ ادبی رکھ رکھاؤ کا حسین امتزاج محسوس ہوتا ہے۔

کلیدی الفاظ: مذہبی اسفار، مقاماتِ مقدسہ، تخلیقی تجربہ، داخلی واردات، جذب و سرور، روحانی تسکین، مضطرب دل

---

1 لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی بہاول پور

2 لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی بہاول پور

Vol.1 No.1 2018

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

زندگی سفر مسلسل کا نام ہے۔انسان اپنی مختلف ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتا رہا۔دورانِ سفر اسے دلچسپ اور متاثر کن حالات وواقعات سے گزرنا پڑتا۔ مخصوص قسم کے تہذیبی تصورات پر مبنی معاشروں میں ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی کہ وہ سفر اختیار کرے۔ماضی میں انسان کی ترقی سست روی پر مبنی تھی۔سفر پیدل یا جانوروں کے ذریعے کیا جاتا تھا،جوں جوں انسانی زندگی ترقی کی منازل طے کرتی گئی سفر کی رفتار بھی تیز ہوگئی۔مہینوں کا سفر ہفتوں سے کم ہو کر دنوں میں تبدیل ہوا اور دنوں کے سفر نے گھنٹوں کی جگہ لے لی۔

بقول ڈاکٹر انور سدید:

"انسان کی سفر پسندی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ فطری طور پر تنوع پسند ہے۔"[۱]

سفر نامے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اپنے تجربات ومشاہدات کو دوسروں تک پہنچایا جائے۔اس حوالے سے نہ صرف مختلف مقامات کی سیر کرائی جاتی ہے بلکہ دورانِ سفر مختلف لوگوں سے ملاقات اور واقعات کے ذریعے دلچسپی پیدا کرنا بھی لازمی امر ہے۔سفر نامہ نگار تاریخی جائزہ لے کر قاری کی معلومات میں بے پناہ اضافہ کرتا ہے۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ سفر نامہ اظہار کی مختلف کیفیتوں کا نام ہے۔اس کی خصوصیات کے بارے میں شاہد حسن رضوی لکھتے ہیں:

"سفر نامہ ایک بیانیہ صنفِ ادب ہے۔دورانِ سفر مصنف جہاں جہاں سے گزرتا ہے، ہر جہاں جہانِ دیگر کا منظر پیش کرتا ہے۔" [۲]

ادب اور زندگی میں گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ایک کامیاب ادیب اپنی قوت مشاہدہ کے بل بوتے پر زندگی کی حقیقتوں کا ادراک کر سکتا ہے جب کہ سفر نامے میں اسی خصوصیت کے پیشِ نظر روداد مرتب کی جاتی ہے۔سفر نامہ نگار صرف تاریخ وتہذیب اور جغرافیے کو مد نظر نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دل کش مناظر،دورانِ سفر درپیش رکاوٹوں اور نگاہِ باطن سے قوموں کے عروج وزوال کا جائزہ لیتا ہے۔یوں داخلی وخارجی کیفیت میں ڈھل کر سفر نامہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جب کہ دلچسپ اسلوب اسے تخلیقی فن پارہ بنا دیتا ہے۔اس حوالے سے مرزا ادیب لکھتے ہیں:

"سفر نامہ نگاری لازماً ایک تخلیقی تجربہ ہے۔اس کا اطلاق انہی معنوں پر ہوتا ہے جو تخلیقی تجربے سے وابستہ کیے جاتے ہیں۔" [۳]

یوں کہا جاسکتا ہے کہ سفر نامہ،سفر کے حالات،واقعات،کوائف اور تاثرات پر مبنی ہے۔ایک عمدہ سفر نامے میں طرزِ معاشرت،تہذیب وتمدن،اخلاقیات،تاریخ اور جغرافیائی حدود کا بھرپور انداز میں جائزہ لیا جاتا ہے۔ڈاکٹر قدسیہ قریشی اس حوالے سے لکھتی ہیں:

"سفر نامے کی بنیادی خصوصیات یہ ہیں کہ اس کی نثر دل کش ہو،اس کا مشاہدہ گہرا ہو۔مصنف جس لطف سے سرشار ہو قاری کو اس میں برابر کا شریک کر سکے۔" [۴]

ناقدین سفر نامے کو دو اقسام میں منقسم کرتے ہیں جن میں روایتی سفر نامہ اور غیر روایتی سفر نامہ شامل ہیں۔روایتی سفر نامے میں سفر کے مقامات سے متعارف کرایا جاتا ہے جب کہ غیر روایتی سفر نامے میں سفر نامہ نگار زمان ومکان کا پابند نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی کیفیات کو مد نظر رکھتے ہوئے سفر نامے کا ادب سے تعلق استوار کرتا ہے۔ڈاکٹر اسلم فرخی جدید طرز کے اس سفر نامے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اب سیاح کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ مخصوص ماحول اور حالات میں اپنے ذاتی اور انفرادی رد عمل کی وہ جھلک پیش کر دے جس سے قاری کی ذہنی وسعت اور انسان شناسی میں اضافہ ہو۔" [۵]

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

سفر نامے میں حالات وواقعات کے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی بھی ضروری ہے ورنہ یہ محض معلومات کا ذریعہ بن جائے گا اور اس میں سادگی وسلاست کا فقدان ہو گا۔ مختلف اسفار میں سیاح کی وجۂ مسافت الگ نوعیت پر مبنی ہوتی ہے لیکن سفر نامے کے بنیادی مقصد کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک اچھے سفر نامہ نگار کی چشم بینا سے دیکھی ہوئی چیزوں کو قاری اپنے چشم تخیل سے محسوس کرتا ہے۔

سفر نامہ ایسی صنفِ ادب ہے جس کی بدولت کسی بھی خطے کی بنا دیکھے تہذیب وثقافت، تاریخ اور جغرافیے اور مذہب سے شناسائی حاصل ہوتی ہے۔ کم وبیش دنیا کی ہر زبان میں سفر نامے مختلف مقاصد، محرکات اور ضرورتوں کے تحت لکھے جاتے ہیں۔ اس لیے ان میں رنگینی کی کیفیت بھی پائی جاتی ہے۔ سفر نامے میں موجود مواد اور موضوعاتی نوعیت کا جائزہ لیں تو تین اقسام (تاریخی ومعلوماتی سفر نامے، سیاحتی وتفریحی سفر نامے، مذہبی سفر نامے) سامنے آتی ہیں۔

انسانی زندگی میں مذہب کا عمل دخل انتہائی اہم ہے اسی وجہ سے مذہبی سفر ناموں کو تیسری بڑی قسم قرار دیا جاسکتا ہے۔ مذاہب عالم میں مختلف پہلوؤں سے سفر کی تاکید کی گئی ہے۔ مقدس مقامات کی زیارت اور برگزیدہ ہستیوں سے ملاقات یا عقیدت ان اسفار کی وجہ بنتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے مذہبی سفر ناموں میں حج وعمرہ کے سفر نامے اس روایت میں ایک نئی توسیع قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ یہ سفر نامے اپنے اندر گراں قدر معلومات لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ عقیدت ومحبت اور ارادت پر مشتمل یہ سفر نامے داخلی واردات، جذب وسرور اور روحانی تسکین کا باعث بنتے ہیں۔ اُردو ادب میں اس حوالے سے حاجی منصب علی، مولانا تجمل حسین، منشی سیّد برکت علی، مستنصر حسین تارڑ، گوہر ملسیانی، فرید پراچہ، خواجہ حسن نظامی اور بشریٰ رحمن کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔:

> "یہ ادب کی واحد صنف ہے جو حدود و قیود سے ماورا اور ضابطوں اصولوں سے بے نیاز ہے۔ کسی حد تک یہ صنف داخلی اور خارجی اعتبار سے درویشانہ مزاج بھی رکھتی ہے کہ درویش کی ذات دنیا سے پیوستہ ہونے کے باوجود بکھیڑوں سے پرے رہتی ہے اور درویش کی بات بھی سچی اور اچھی ہونے کے باوجود گفتگو کے مروجہ سانچوں سے آزاد ہوتی ہے۔" [۶]

سفر کا یہ سلسلہ اسلام کی رو سے حضرت آدمؑ وحواؑ کے دنیا میں آنے سے ہی شروع ہو گیا تھا جب کہ اولادِ آدم نے ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے سفر اختیار کیا اور اسے مختلف طرح کے حالات وواقعات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت نوحؑ کی کشتی کے سفر کو مذاہب عالم کی کتب میں اہمیت حاصل ہے۔ قرآن پاک میں اسفار الانبیاء کو کئی مقامات پر موضوع بنایا گیا ہے۔ ان میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یوسفؑ اور دیگر انبیاء کے اسفار کی روداد سفر نامے کے اوّلین نقش میں شمار کی جاسکتی ہیں۔ انبیائے کرام کے علاوہ ہر رنگ ونسل کے لوگ سفر اختیار کرتے رہے۔

انسان کے اس تجسّس اور ذوق وشوق نے اسے سفر نامے کی طرف مائل کیا۔ داستان سفر سنانے کے اس عمل نے نئے دور میں قدم رکھا کہ جب سفری سرگزشت رقم ہونے لگی۔ اس طرح سفر نامے کی روایت کا آغاز ہوا۔ مذہبی اور الہامی کتب کے علاوہ اگر سفر نامے کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہندوستان میں چندر گپت موریا کے عہد میں یونانی سیاح "میگا ستھنیز" نے ہندوستان میں قیام اور سفر کو تحریری صورت دی۔ یہ دنیا کا پہلا سفر نامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ جب کہ مسلمان سیاحوں میں حکیم ناصر خسرو کو پہلا مسلم سیاح قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مراکش کے مشہور سیاح ابو عبداللہ ابن بطوطہ (عجائبات الاسفار) کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ مسلم سیاحوں میں البیرونی نے "کتاب الہند" کے نام سے سفر نامہ لکھا جب کہ محمد بن جبیر اُندلسی نے "رحلۃ ابن جبیر" کے عنوان سے سفر نامہ لکھا۔ ۱۸۴۷ء میں اُردو کا پہلا سفر نامہ یوسف کمبل پوش نے لکھا۔ سر سیّد احمد خان، محمد حسین آزاد اور شبلی نعمانی کے سفر ناموں کو اُردو ادب میں بے پناہ اہمیت حاصل ہے۔ ماضی میں لکھے گئے سفر ناموں میں 'رپورتاژ' کا انداز شامل ہے جس کی وجہ سے ان میں بے پناہ معلومات تو شامل ہیں لیکن تجربات ومشاہدات اور احساسات کا فقدان نظر آتا ہے۔

Vol.1 No.1 2018

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

۱۸۹۳ء میں سیّد کاظم حسنین شیفتہ نے ”حرمین شریفین“ کے عنوان سے مذہبی سفر نامہ لکھا۔ ۱۹۰۳ء میں حکیم محی الدین حسین کا سفر نامہ ”حرمین شریفین“ کے نام سے شائع ہوا۔ ۱۹۰۴ء میں نور الدین قصوری کا سفر نامہ ”ریاض الحرمین“ شائع ہوا۔

جدید سفر نامے کا آغاز محمود نظامی سے ہوا جب کہ دوسرا بڑا نام بیگم اختر ریاض الدین کا ہے۔ محمد خالد اختر، مستنصر حسین تارڑ، قرۃ العین حیدر، عطاء الحق قاسمی، کرنل محمد خان، ابن انشاء، شفیق الرحمن، اشفاق احمد، بشریٰ رحمن اور شوکت علی شاہ کے نام قابل ذکر ہیں جب کہ سفر نامے کی یہ روایت جان دار طریقے سے تاحال جاری ہے۔ اکیسویں صدی میں تو کئی نامور سفر نامہ نگار اس صنف کو جان دار طریقے سے آگے بڑھا رہے ہیں۔ قاری ان سفر ناموں کے ذریعے گھر بیٹھے نہ صرف تصور کی آنکھ سے مختلف علاقوں کی سیر کرتا ہے بلکہ اسے انجانی دنیاؤں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

شاہد حسن رضوی لکھتے ہیں:۔

”سفر نامہ اپنی کیفیتوں کے اظہار کا نام ہے۔“ [۷]

بشریٰ رشید ادبی حلقوں میں بشریٰ رحمن کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ ان کی تاریخ پیدائش ۲۹ / اگست ۱۹۴۴ء ہے۔ والد حکیم عبدالرشید طب کے شعبے سے منسلک ہونے کے ساتھ ساتھ مبلغ اسلام اور سماجی شخصیت تھے نیز شعر و ادب سے بھی گہرا شغف رکھتے تھے۔ بشریٰ رحمن کی والدہ نصرت رشید نعت گو شاعرہ تھیں یوں بشریٰ رحمن کا تعلق علم و حکمت کے لحاظ سے ذرخیز گھرانے سے ہے۔ ان کی شادی عبدالرحمن سے ہوئی جن کا تعلق لاہور سے تھا اور وہ پیشے کے اعتبار سے انجینئر تھے۔ بشریٰ رحمن نے لاہور سے ماہ نامہ ”وطن دوست“ جاری کیا نیز ادبی و ثقافتی سرگرمیوں کے لیے بہاول پور میں رشیدیہ آڈیٹوریم تعمیر کرایا۔ بشریٰ رحمن چالیس سے زائد کتابیں[3] لکھ چکی ہیں نیز ٹی وی سیریلز سے بھی انہیں بے پناہ شہرت حاصل ہوئی۔ بشریٰ رحمن کو بے شمار اعزازات سے بھی نوازا جا چکا ہے۔

بشریٰ رحمن نے ”براہِ راست“، ”ٹک ٹک دیدم ٹوکیو“ اور ”باؤلی بھکارن“ کے عنوان سے تین سفر نامے لکھے۔ بشریٰ رحمن حج نامہ ”باؤلی بھکارن“ کے لوازم میں مذہب اور معاشرت کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ وہ اپنے بیٹے کے ہمراہ حج کے مقدس سفر پر جاتی ہیں۔ وہ سفر نامے کے آغاز میں اقوال اور آیاتِ مقدسہ کے ذریعے حج جیسے

---

[3] ناول: (۱) کسی موڑ پر ملے ہو (۲) پارسا (۳) چارہ گر (۴) پیاسی (۵) لگن (۶) خوب صورت (۷) لازوال

ناولٹ: (۱) شرمیلی (۲) اِک آوارہ کی خاطر (۳) لالۂ صحرائی (۴) پے اینگ گیسٹ (۵) بہشت (۶) بت شکن

مختصر کہانیاں: (۱) چپ (۲) افسانہ آدمی ہے (۳) عشق عشق (۴) پشیمان (۵) قلم کہانیاں (۶) باؤلی بھکارن

سفر نامہ: (۱) براہِ راست (۲) ٹک ٹک دیدم (۳) باؤلی بھکارن

کالم: چادر، چار دیواری اور چاندنی

شاعری: صندل میں سانسیں جلتی ہیں

ڈرامہ سیریلز:

۱۔ لازوال۔۔۔ پی ٹی وی۔۔۔ ۱۹۸۴ء

۲۔ بندھن۔۔۔ پی ٹی وی۔۔۔ ۱۹۹۷ء

۳۔ پیاسی۔۔۔ پی ٹی وی۔۔۔ ۱۹۹۹ء

۴۔ پارسا۔۔۔ ہم ٹی وی۔۔۔ ۲۰۱۰ء

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

مقدس فریضے کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہیں نیز حج کی صعوبتیں برداشت کرنے کے اجر وثواب کا بھی حوالہ دیتی ہیں۔ بشریٰ رحمن محبت میں سکون اور آسانی ڈھونڈنے والوں کو اس سفر میں آنے والی مشکلات سے نبرد آزما ہونے کا سلیقہ بتاتی ہیں۔ بشریٰ رحمن زبان وبیان پر عبور رکھتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ انہیں الفاظِ انتخاب کا فن اور سلیقہ منفرد سفر نامہ نگار بناتا ہے۔ وہ قافیہ ورد یف کی آمیزش سے نثر کو شاعرانہ رنگ میں ڈھال دیتی ہیں۔ ان کا لب ولہجہ غنائیت سے بھرپور ہے۔:

> "یہ ضبطِ نفس کا سفر ہے۔ زہد وتقویٰ کا سفر ہے۔ ریاضت وعبادت کا سفر ہے۔ کوفت واذیت کا سفر ہے۔ آبلہ پائی وجگ ہنسائی کا سفر ہے۔ بے آرامی وخوش کلامی کا سفر ہے۔ تھکاوٹ واکتاہٹ کا سفر ہے۔ دوریوں اور مجبوریوں کا سفر ہے۔ لاچاریوں اور بے چارگیوں کا سفر ہے، جرتوں اور غیرتوں کا سفر ہے۔ مسرتوں اور شدتوں کا سفر ہے شوق اور ذوق کا سفر ہے۔"[۸]

بشریٰ رحمن اس سفرنامے میں خود کو مستانی کے نام سے متعارف کرواتی ہیں۔ پانچ گھنٹے کی فلائٹ کے بعد جدہ ایئرپورٹ پہنچتی ہیں تو وہاں پاکستانی انتظامیہ کی بے اعتنائی کا شکوہ کرتی ہیں کیوں کہ جدہ ایئرپورٹ پر حجاج کو بعض دفعہ بے جا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ مسافر کئی روز کی بے آرامی کے بعد انتظار کی وجہ سے نڈھال ہو جاتے ہیں۔ بشریٰ رحمن بس کے ذریعے جدہ سے مکہ معظمہ پہنچنے کا احوال بیان کرتی ہیں۔

> "درمیانی فاصلہ بہت زیادہ لگتا تھا مگر حضرت حاجرہؓ کی مامتا کے صدقے میں حجاج ان پہاڑیوں کے درمیان کا راستہ دوڑ کر ہی طے کرتے تھے۔"[۹]

حج، عمرہ اور زیارتوں کا سفر نوعیت کے اعتبار سے عام سفر نامے سے منفرد ہوتا ہے، ان اسفار میں شوق اور جذبہ پایا جاتا ہے۔ قربِ خداوندی، دیارِ حبیب ﷺ کی زیارت اور ثواب کا حصول ایسے مقاصد ہین کہ جو زائر کے شوق میں ہر لحہ اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بشریٰ رحمن اپنے مشاہدات انتہائی عقیدت سے بیان کرتی ہیں۔ وہ قلب ونظر کی عقیدت کے علاوہ روح کی سرشاری کا اظہار بھی شاملِ تحریر کرتی ہیں۔ خانہ کعبہ پر پہلی نگاہ پڑتے ہی ان کے جزبات واحساسات کی کیفیت کچھ یوں ہو جاتی ہے۔:

> "خانہ کعبہ پر نظر گئی تو وہیں ٹھہر گئی۔ ہونٹ تھرتھرائے تو ساکت ہو گئے۔ اب کعبہ، رب کعبہ، رب کعبہ، بس سانس میں سے تو یہی آواز آرہی ہے۔ اس قدر حسین، اس قدر نرالا، اتنا مکمل، اتنا اجالا، ایسا انوکھا، اتنا پیارا، کتنا زندگی بخش، یہ تیرا گھر ہے۔"[۱۰]

بشریٰ رحمن سعودی عرب میں حجاج کرام کی تعداد سے متعلق اعداد وشمار بیان کرتی ہیں نیز رہائشی عمارات کے حوالے سے صورتِ حال کی سنگینی اور بدانتظامی کی تفصیل کے ساتھ اس کے تدارک کے لیے تجاویز بیان کرتی ہیں نیز نام نہاد معلّمین کے کردار پر سوال اُٹھاتی ہیں کیوں کہ یہ معلّمین حجاج کو کوئی مدد فراہم نہیں کرتے جب کہ اپنی مکمل فیس وصول کر کے ایک طرف ہو جاتے ہیں۔

یہ مستانی مدینہ کی طرف کوچ کر جاتی ہے۔ وہاں انھیں جو رہائش ملی تھی وہ مسجد نبوی سے کافی دور تھی لیکن بشریٰ رحمن حیران تھیں کہ یہ فاصلہ کیسے طے ہو جاتا تھا۔ شاید جذب وشوق کی وجہ سے ایسا ممکن تھا۔ عشقِ رسول ﷺ کی سرشاری انہیں بے خود کر دیتی ہے۔ وہ اس والہانہ کیفیت کا برملا اظہار کرتی ہیں اور یہی کیفیت قاری پر بھی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ خود کو باؤلی بھکارن کے نام سے پکارتی ہیں۔ جذباتِ ایمانی اور وارداتِ روحانی کی اس کیفیت کا اظہار ان کے ہاں یوں دکھائی دیتا ہے۔:

Vol.1 No.1 2018
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

"یہاں سجدے میں گر کر اٹھنے کو جی چاہتا ہے۔ ستون ستون سے لپٹ جانے کو جی چاہتا ہے، مگر کیا وجہ ہے کہ نظر اٹھتی نہیں زمین میں گڑی جا رہی ہے۔ وہاں اللہ تعالی کے گھر میں بھکارن تار تار چنری لیے بھاگتی پھر رہی تھی، سوال کر رہی تھی، کھوج رہی تھی، بول رہی تھی، چیخ رہی تھی۔ یہاں بھکارن کو کیا ہوا ہے۔ لوگو، دیکھو، اس گم سم گٹھڑی کو کھولو۔ جان نظر کرنے کو لائی تھی۔ جھوٹی مکار کہیں جاں سے تو نہیں گزر گئی۔ او باؤلی بھکارن یہ اللہ کے حبیب کا گھر ہے۔"[۱۱]

یہاں قیام کے دن تمام ہوتے ہیں اور وہ واپس مکہ معظمہ پہنچ جاتی ہیں۔ اس دوران ایک نوجوان ان کی مدد کرتا ہے اور اس کی وجہ بتاتا ہے کہ وہ اپنی دلی خواہش سے اللہ کے مہمانوں کی مدد کرتا ہے۔ بشریٰ رحمن اپنے دل میں نادم ہوتی ہیں کہ وہ اپنے قیام میں ایک مناسب کمرے کی تلاش میں سرگرداں رہیں اور لوگ دوسرے کی مشکل حالت میں مدد کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ سفر نامہ حج اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔ بشریٰ رحمن کی حج کے حوالے سے فراہم کی گئی تجاویز نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ محبت و شوق میں کیا گیا یہ سفر نامہ حج معلوماتی اور بیدار مغز مسلمان خاتون کے جذبات واحساسات کا بہترین ترجمان ہے۔

نعیمہ راؤ ۳۰/ اپریل ۱۹۶۳ء کو مری میں پیدا ہوئیں۔ والد محمد منیر خان ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر تھے لہٰذا نعیمہ راؤ نے ابتدائی تعلیم مختلف شہروں سے حاصل کی۔ گورنمنٹ ہائی سکول بھکر (ضلع سرگودھا) سے ۱۹۷۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا جب کہ گورنمنٹ گرلز کالج ملتان سے ۱۹۸۰ء میں ایف ایس سی کی ڈگری حاصل کی جب کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ماسٹرز کی تعلیم مکمل کی۔ نعیمہ راؤ کی شادی ۱۹۸۷ء میں صادق ایجرٹن کالج بہاول پور میں شعبۂ کیمیا کے اُستاد محمد شفیق راؤ سے ہوئی۔ نعیمہ راؤ گورنمنٹ صادق کالج وومن یونیورسٹی بہاول پور میں بطور لیکچرار اپنی ذمہ داری نبھاتی رہیں نیز حج و عمرہ کے حوالے سے بھی تربیتی پروگرام میں حصہ لیتی ہیں۔ ان کی کئی کتابیں[4] منظر عام پر آچکی ہیں۔ نعیمہ راؤ کا سفر نامہ "سفر جذب و شوق" چولستان علمی و ادبی فورم بہاول پور سے شائع ہوا۔

نعیمہ راؤ کا سفر نامہ "سفر جذب و شوق" حج کے سفر پر مبنی ہے۔ یہ سفر نامہ جنوری ۲۰۱۰ء میں چولستان علمی و ادبی فورم نے شائع کیا۔ اس سفر نامے کے ۱۳۷ ابواب ہیں۔ انھوں نے تمام ابواب کو نعتیہ مصرعوں سے عنوان دیا ہے۔ یہ سفر نامہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ حج کے دوران ہونے والی وارداتِ قلبی پر مشتمل ہے۔ دوسرے حصے میں مناسک حج کے متعلق بتایا گیا ہے جب کہ تیسرا حصہ مسنون دُعاؤں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا دیباچہ پروفیسر ڈاکٹر نجیب جمال نے "نعیمہ راؤ کا سفر جذب و شوق" کے عنوان سے لکھا ہے۔

"ذاتی یادداشتوں کو ہمیشہ دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ یہاں معاملہ اس لیے بھی مختلف ہے کہ اسے ایک خاتون نے اپنے ہی عالم جذب میں لکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ سفرنامے کے مزاج، لب و لہجہ اور لفظوں میں ایک مخصوص نرمی، دھیما پن اور شائستگی ملتی ہے۔"[۱۲]

---

[4] تصانیف:

۱۔ محبت ایک منظر ہے (ناول)　　۲۔ سفر جذب و شوق (سفر نامہ)

۳۔ من و تُو (شاعری)　　۴۔ گلدستہ (دُعا مسنون) چار ایڈیشن

۵۔ کتاب پسندیدہ عورت (قسط وار پندرہ روزہ "حقیقت")

Vol.1 No.1 2018

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

سفر نامے کے پہلے حصے میں نعیمہ راؤ اپنی جذباتی کیفیت کا اظہار کرتی ہیں۔ انھیں اس سفر کے دوران یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی دلی کیفیت کو لفظوں کی صورت میں بیان نہیں کر سکیں گی۔ وہ "دل" کی خوب صورتی اور شفافیت کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ انسان اپنی آنکھوں سے اگر کائنات کے خالق کو نہیں دیکھ سکتا تو دل سے محسوس ضرور کر سکتا ہے۔ وہ اس سفر نامے میں اپنے جذبات اور شوق کی انتہا پر نظر آتی ہیں۔ عقیدت و محبت کا یہ انداز اس قدر تاثیر لیے ہوئے ہے کہ قاری بھی خود کو اسی کیفیت میں ڈھال لیتا ہے۔

نعیمہ راؤ نے اس سفر نامے میں تین موضوعات مد نظر رکھے ہیں جن میں عمرہ، زیارت مدینہ منورہ اور حج شامل ہیں جب کہ ان کے ہم سفروں اور تاریخی مقامات کے متعلق بھی آگہی ملتی ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کے حضور پیش ہونے کے بعد حجر اسود کے حوالے سے لکھتی ہیں۔:

> "حجر اسود کو ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفیؐ نے یقیناً چوما ہے۔ چومتے اور جھوم جایئے کہ آپ کے لب مبارک اس مبارک جگہ کو مس کر رہے ہیں جہاں یقیناً مدینے والے آقا رسولؐ کے لب ہائے مبارک لگے ہیں مچل جایئے، تڑپ اُٹھیے اور ہو سکے تو آنسو بہاتے جایئے یہ بھی سنت ہے۔"[۱۳]

نعیمہ راؤ اس سفر نامے میں عمرے کا آغاز نعتیہ شعر سے کرتی ہیں۔ وہ احرام، خانۂ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے حوالے سے تفصیل بیان کرتی ہیں نیز ان تمام امور کے مکمل ہونے کے بعد تقصیر (بال کٹوانا) لازمی امر ہے۔

نعیمہ راؤ دورانِ سفر پڑھی جانے والی مختلف دُعاؤں کے متعلق تفصیل اور حرم پاک کو دیکھنے کے بعد اپنے احساسات کا برملا اظہار کرتی ہیں۔ جہاں انھیں نشاط و سرور کی کیفیت محسوس ہوتی ہے وہیں اپنے گنہگار پہ لطف و کرم والا معاملہ بھی لے آتی ہیں۔ یقیناً ایسے مواقع صرف خوش نصیب لوگوں کو میسر آتے ہیں اور وہ جہاں نم آنکھوں سے عاجزانہ کیفیت لیے ہوئے ہیں وہیں درود و سلام سے ذات باری تعالیٰ کی تسبیح بھی کرتی ہیں۔ جب کعبہ پر نظر پڑے تو پھر اپنی نظر جما کر دُعا کرنا ضروری ہے کیوں کہ وہ قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے۔ مناسک حج کی ادائیگی کے حوالے سے نعیمہ راؤ خالق کائنات کے حسین گھر میں اپنے آپ کو محو کر لیتی ہے اور ان کا دل جذب و شوق میں مبتلا نظر آتا ہے۔ دورانِ سفر وہ اپنے مشاہدات اس انداز میں بیان کرتی ہیں کہ ان کی علمیت کا تاثر قائم ہوتا ہے اور وہ عقیدت و محبت کا پیکر نظر آتی ہیں جب کہ قاری کے دل میں بھی اس مقدس فریضے کے حوالے سے گہرا نقش چھوڑ جاتی ہیں۔

> "سفر نامہ وسیلۂ ظفر صحیح معنوں میں اس وقت ہو سکتا ہے جب مسافر اپنے سفر میں دوسروں کو بھی شریک کرے۔ سفر میں دوسروں کو شریک کرنا اسی طرح ممکن ہے کہ تمام تجربات اور مشاہدات کو اس طرح بیان کیا جائے کہ سفر نامہ پڑھنے والا ذہنی طور پر انہیں راستوں اور گزر گاہوں پر گام فرسا نظر آئے جن سے سفر نامہ کا مصنف گزرا ہے۔"[۱۴]

اس سفر نامے کا دوسرا بڑا موضوع "زیارتِ مدینہ منورہ" ہے۔ اگرچہ مدینہ منورہ کی زیارت حج کا حصہ نہیں ہے تاہم مسلمان طویل مسافت کے بعد یہ آس لگا کے جاتے ہیں کہ وہ آقائے نامدار حضرت محمدؐ کے در پر حاضری دیں۔ نعیمہ راؤ اس حصے کا آغاز نعتیہ اشعار سے کرتی ہیں اور پھر نبی آخر الزماںؐ کی شان اور رتبے کے علاوہ مدینہ منورہ کی برکات اور عظمت کو نہایت عمدگی سے بیان کرتی ہیں۔

اس محبت کے سفر میں دل کی دھڑکنوں کا تیز ہو جانا اور آنکھوں کا آنسوؤں سے تر رہنا یقیناً سعادت کی بات ہے۔ سبز گنبد پہلے تصویروں کی صورت میں دکھائی دیتا تھا اور اب اپنے سامنے یہ مناظر دیکھ کر ان میں بے یقینی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اس گنبد کو دیکھنے کے لیے ان کی بے قراری اپنے عروج پر تھی اور جب دیدار نصیب ہوا تو پھر

Vol.1 No.1 2018
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اشکوں سے خوشی کا اظہار کیا۔ گنبد خضریٰ کے چاروں جانب روشنی کا سماں تھا جب کہ زائرین خاموشی سے ادب کا دامن لیے ہوئے تھے۔ نعیمہ راؤ اپنی کیفیت کا اظہار ان الفاظ میں کرتی ہیں:۔

"میں جو آدابِ عشق سے ناواقف تھی اس ہرے رنگ کے گنبد نے وہ رموز آدابِ محمدی سکھائے کہ میں بے خود ہو گئی۔
سبز گنبد اپنی ابدیت اور عظمت کے رنگ لیے میرے سامنے تھا۔"[۱۵]

نعیمہ راؤ مدینہ منورہ کی زیارت میں آنسوؤں سے طواف کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ یقیناً دل کی کیفیت آنکھوں کے ذریعے آنسو بن کر ہی بیان کی جاسکتی ہے۔ وہ بار بار اپنی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے واضح کرتی ہیں کہ وہ خود کو اس قابل نہیں سمجھتی تھیں تاہم اپنے اعمال کی بجائے انھیں اس بات پر رشک آتا ہے کہ قسمت نے ایسا موقع دیا کہ اب وہ "مدینہ منورہ" حاضری دے سکیں۔ وہ عقیدت و محبت کا پیکر دکھائی دیتی ہیں اور مسلسل اس کوشش میں مصروفِ عمل ہیں کہ ان سے کوئی ایسی خطا نہ ہو جائے جو حضرت محمدؐ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ وہ گنبدِ خضریٰ کی جالی سے متعلق اشعار بیان کرتی ہیں اور پھر واضح کرتی ہیں کہ انھیں آج اپنی آنکھوں کو استعمال کرنے کا صحیح موقع ملا ہے اسی لیے ان کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے مضطرب دل اور اشک بار آنکھوں کو عشق محمدیؐ کی لذت سے آشنا کریں۔

نعیمہ راؤ مدینہ منورہ کے مقدس مقامات کا ذکر نہایت عقیدت و احترام سے کرتی ہیں اور مختلف غزوات کا احوال بیان کر کے قاری کے دل میں حضرت محمدؐ اور صحابہ کرامؓ کی محبت کے پھول کھلا دیتی ہیں۔ نعیمہ راؤ یہ خواہش دل سے کر رہی تھیں کہ واپسی کا سفر اختیار نہ کرنا پڑے بلکہ وقت تھم جائے اور وہ ان پُر مسرت لمحات میں خود کو مقید کر لیں تاہم وقت کبھی رکتا نہیں اور جدائی کے لمحات قریب آ پہنچے تو وہ اس جاں سوز گھڑی میں جہاں درودِ پاکؐ کا ورد کیے جا رہی تھیں وہیں ان کی زبان گنگ اور آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ مدینہ منورہ سے رخصت ہونے کے بعد میقات روانگی اختیار کی اور دوسرے عمرے کے لیے احرام باندھ کر مکہ معظمہ پہنچیں۔

"حج بیت اللہ" سفر نامے کا تیسرا بڑا موضوع ہے۔ نعیمہ راؤ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ اس ادائیگی کے لیے سفر اختیار کرتی ہیں۔ اس سفر نامے میں وہ جہاں ایک سفر نامہ نگار کی حیثیت سے سامنے آتی ہیں وہیں شاعری کا انتخاب وارداتِ قلبی میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے نیز ان کا ایک یہ روپ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ "معلّم حجاج" کی سی حیثیت رکھتی ہیں۔

"بیت اللہ میں اللہ سبحان و تعالیٰ کے بندے اپنے ارادہ اختیار سے توبہ و استغفار اور اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت کرنے کی خاطر حاضر ہوتے ہیں، اس لیے اس دن جس نے مغفرت و رحمت کا فیض پایا اسے وہ مٹھی میں بند کر کے رکھے، کوئی لغزش سرزد نہ ہو۔"[۱۶]

وہ دیگر عازمین حج کے ہمراہ ادائیگی حج کے بعد اس خوف میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ ان کا حج قبولیت کی سند پا سکے گا یا نہیں۔ تاہم وہ خود کو ان الفاظ کی صورت میں یقین دہانی کراتی ہیں:

"دل کا اطمینان گواہی دے رہا تھا جیسے ناکام نہیں ہوئی (آمین) مجھے لگا اللہ عزوجل کی رحمت کی گھٹائیں جھوم جھوم کر جیسے آ رہی ہوں۔ عجیب سی پھوار میں اپنے آپ کو بھگو ا رہی تھی۔"[۱۷]

بحیثیت مسلمان بیت اللہ اور روضۂ رسولؐ کی زیارت کے لیے تڑپ پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے تاہم اپنی خواہش اور جذبات میں رقت پیدا کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ نعیمہ راؤ نے اس مبارک سفر میں اپنی دلی کیفیت کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے نیز باطنی کیفیت کے حوالے سے یہ امر انتہائی مشکل ہے کہ کیفیت کا لفظوں میں اظہار کیا جاسکے تاہم انھوں نے انتہائی خوب صورتی سے وارداتِ قلبی کا اظہار کیا ہے۔

Vol.1 No.1 2018
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اس سفر نامے میں جذب و شوق کے علاوہ والہانہ پن کو اُجاگر کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ مقدس مقامات کی زیارت کے لیے ان کی تڑپ قابل دید ہوتی ہے۔ انھوں نے ہر باب کا آغاز نعتیہ اشعار کی صورت میں کیا ہے جس سے سفر نامہ منفرد انداز اختیار کر لیتا ہے۔ نعیمہ راؤ نے اشعار کا چناؤ اس طرح کیا ہے کہ وہ نثر کو دل کش اور با معنی بنا دیتے ہیں۔

سفر نامے کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ قاری اسے پڑھتے وقت یوں محسوس کرے کہ گویا وہ خود بھی شریکِ سفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سفر نامے کے تمام مناظر قاری کو نہ صرف اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی چشم تصور سے سب کچھ دیکھتا ہے۔ سفر نامہ دلی کیفیت کے اظہار کا نام ہے نعیمہ راؤ اپنے جذبات و احساسات کو تخلیقی سطح پر بیان کرنے کا ہنر جانتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اس سفر نامہ حج میں ہر سو عقیدت و محبت دکھائی دیتی ہے۔ ان کے اندازِ بیان میں مشاہدے کا رنگ نمایاں ہے۔ الفاظ کے چناؤ میں سادگی کے ساتھ ساتھ فکر کی گہرائی بھی نظر آتی ہے۔ وہ مقدس مقامات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے احکامِ الٰہی اور احادیث کا حوالہ دیتی ہیں جو ان کے علم و دانش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس سفر نامے کو جسمانی سفر نامے کی بجائے روحانی سفر نامہ قرار دیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ سفر نامے میں ہر مقام پر عقیدت و محبت سے گندھے الفاظ اور اشعار قاری پر سحر کی کیفیت طاری کر دیتے ہیں۔ نعیمہ راؤ کے لہجے میں دھیما پن اور اظہار میں بے پناہ جوش دکھائی دیتا ہے نیز انھوں نے نسوانی لب و لہجے میں پُر نور کیفیتوں کو کمال مہارت سے پیش کیا ہے۔

> " سفر نامے کی عمدگی اور دلچسپی دو باتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ ایک واقعات سفر کی ندرت و جدت اور دوسرے اندازِ بیاں میں تازگی۔" [۱۸]

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو ان دونوں خواتین سفر نامہ نگاروں نے چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی انفرادیت پیدا کی ہے۔ اسی طرح ان اسفار میں دلچسپ اور چونکا دینے والے ذیلی عنوانات قاری کو متجسس کرتے ہیں۔ دوران سفر مذہبی عقیدت نمایاں ہے نیز مقدس سفر کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو بھی باعث ثواب تصور کیا گیا ہے۔ دونوں خواتین کا اندازِ تحریر پڑھنے والے کو نہ صرف اپنی گرفت میں لے لیتا ہے بلکہ وہ تصور کی آنکھ سے خود کو وہاں موجود پاتا ہے۔ اسلوب کی چاشنی اور رقت آمیز مناظر کی عکاسی سے سفر نامہ میں ادبی رکھ رکھاؤ کا حسین امتزاج محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح ان افسانہ نگاروں کے ہاں خطابیہ انداز پایا جاتا ہے جب کہ مکالمہ نگاری کی بنت بھی نہایت عمدہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، "اُردو ادب میں سفر نامہ" (لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء) ص:۴۸

۲۔ شاہد حسن رضوی، ڈاکٹر، "الزبیر"، سفر نامہ نمبر (بہاول پور: اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۸ء) ص:۳۴۴

۳۔ مرزا ادیب، "سفر نامے کی بحث" (لاہور: مشمولہ "اوراق"، جنوری / فروری ۱۹۷۸ء) ص:

۴۔ قدسیہ قریشی، ڈاکٹر، "اُردو سفر نامے انیسویں صدی میں" (لکھنؤ: نصرت پبلشرز امین آباد، ۱۹۸۷ء) ص:۵۴

۵۔ مقبول بیگ بدخشانی، "سرزمین حافظ خیام" (لاہور: غالب پبلشرز، ۱۹۷۹ء) ص:۸

۶۔ جمیل زبیری، (فلیپ) "دھوپ کنارہ" (کراچی: بیلا پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء)

۷۔ منور عثمانی، "الزبیر"، شہاب نمبر (بہاول پور: اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۸ء) ص:۲۲۷

۸۔ شاہد حسن رضوی، ڈاکٹر، "الزبیر" سہ ماہی (بہاول پور: اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۴ء) ص:۳۴۴

۹۔ بشریٰ رحمن، " باؤلی بھکارن" (لاہور: گورا پبلشرز، ۱۹۸۲ء) ص:۱۰۵

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615
Vol.1 No.1 2018

۱۰۔ ایضاً، ص:۱۰۳، ۱۰۴

۱۱۔ ایضاً، ص:۱۲

۱۲۔ ایضاً، ص:۳۷،۳۸

۱۳۔ نعیمہ راؤ، ’’سفر جذب وشوق‘‘ (بہاول پور: چولستان علمی وادبی فورم، جنوری ۲۰۱۰ء) ص:۸۸

۱۴۔ شاہد حسن رضوی، ڈاکٹر، ’’الزبیر‘‘، سفر نامہ نمبر، ص:۱۵۹

۱۵۔ نعیمہ راؤ، ’’سفر جذب وشوق‘‘، ص:۴۳

۱۶۔ ایضاً، ص:۵۹

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۱۸۔ رفیع الدین ہاشمی، ’’اصنافِ ادب‘‘ (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء) ص:۱۸۸